ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

خاندانی زندگی پر کورڈ...19 کے اثرات کا جائزہ

INFLUENCE OF COVID-19 ON THE FAMILY LIFE

Dr.Majid Rashid
Lecturer of Islamic Studies, Khwaja Freed University of Engineering & IT R.Y Khan
Majid.rashid@kfueit.edu.pk
Dr. Abdul Rahman
Assistant Lecturer, department of Islamic Studies, University of Gujrat
Email: ar1561983@gmail.com

Khubaib Ahmad
Visiting Lecturer of Islamic Studies, Lecturer of Islamic Studies, KF University of Engineering & IT R.Y Khan
khubaib.ryk@gmail.com

Dr. Serfraz Hussain Saeed
Department of Islamic Studies, University of Gujrat

Abstract:

Islam is a complete code of life that not only provides guidance to its followers but is a source of progress for everyone who has a soul. Islam emphasizes the creation of an ideal society. The basic unit of every society is family system. Family and attachment to the family is a natural need of humanity. Because Islam is natural, it provides us complete guidance on the family system and its importance throughout our lives. Islam emphasizes the strength and stability of the family. The importance of family relationships and relationships with relatives is also mentioned in the Qur'an. The home or family is the first brick of the nation. The family is the cradle where the future architects of the nation are brought up. But in the present era, the family system is in disarray, one of the reasons being the current Covid-19, which has shaken the foundations of the family system. This article will elaborate on the effects of Covid-19 on family life and provide a comparative overview of family life before Corona and family life after/during Corona.

Keywords: Islam, Family life, COVID-19, Effects.

تمہید:

کسی بھی معاشرے کے استحکام کے لیے خاندانی نظام اہم کردار کا حامل ہوتا ہے۔ مرد اور عورت خاندانی نظام کے وہ بنیادی کردار ہیں جن سے معاشرہ پروان چڑھتا ہے۔ اسلام وہ دین ہے جس نے خاندانی نظام کے لئے باقاعدہ اصول وضوابط متعین کئے۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں۔'' مزید فرمایا کہ عورتوں کے حقوق کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی حقوق کا ایسا نظام عطا کیا جہاں حقوق و فرائض میں باہمی تعلق وتناسب پایا جاتا ہے۔ کوئی فرد چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو بغیر اپنے فرائض پورے کئے حقوق کا مطالبہ نہیں کر سکتا لہذا کوئی بھی فرد معاشرہ اس وقت تک اپنے حقوق کے لئے آواز بلند نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنے فرائض ادا نہ کر چکا ہو۔ یہ اسلام کا وہ بنیادی تصور ہے جس پر خاندانی نظام کی بنیاد ہے۔ حقوق کا تصور چودہ سو سال قبل خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر بیان کیا جا چکا ہے یہ تصور اتنا جامع ہے کہ قیامت تک کسی تغیر، تبدیلی کی ضرورت نہیں۔

خاندان:

انسانی کی زندگی کی ابتداء خاندان میں ہوتی ہے، خاندان بچے کی باقی کی ضروریات کی تسکین کا ذمہ دار ہوتا ہے، وہیں بچے کی روحانی حاجات اور اس کی تربیت کرنا بھی خاندان ہی کے فرائض میں داخل ہوتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

خاندان کی لغوی تعریف

خاندان کے لیے عربی میں ”الاسراء“، انگریزی میں فیملی اور فارسی زبان میں خانوادہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جو عرف عام میں کنبہ، قبیلہ، برادری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[1]

خاندان کے لیے مستعمل عربی لفظ” الاسرة“کامادہ” اس ر“ہے اور یہ لفظ مختلف حرکات کے ساتھ مختلف معنی میں استعمال ہوتا ہے۔اس کے بارے میں علامہ ابن منظور افریقی نے لکھا ہے:” اسر“ مختلف حرکات کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے گویا یہ مختلف حرکات کے ساتھ پڑھا جاتا ہے جیسے اُسر، اُسر، اسریا اسے لمبا اور کھینچ کر پڑھا جاتا ہے جیسے اسیر، اسار، اسیرہ جو قید اور گرفتار کے کرنے کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔[2]

اور اَسر بفتح الف کا معنی پوشیدہ بات اور سرگوشی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا[3]

القاموس المحیط میں یوں بیان کیا گیا ہے” الاسر“ ”الشد و العصب و شدة الخلق “[4]

” الاسر“ سختی، مضبوطی اور پختگی اور تخلیق کی پختگی کو کہتے ہیں۔اور اس معنی کی شاہد قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے:

نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ[5]

” ہم نے اس کے اعضاء کو مرتب کیا اور اس کی تخلیق کو مضبوط کیا“

عربی زبان میں خاندان کے لئے عائلہ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا مادہ” ع،و،ل“ ہے:

جیسا کہ عربی میں کہا جاتا ہے:

” من یعولھم الشخص من یضمھم بیت الرجل و ینفق علیھم من زوجۃ و اقارب“[6]

آدمی جن کی طرف لوٹ جاتا ہے اور ان کے کنبہ میں شامل ہوتا ہے اور جن پر خرچ کرتا ہے مثلاً بیوی اور عزیز و اقارب عائلہ کہلاتا ہے۔

اسرۃ یعنی خاندان کا ایک مترادف لفظ اہل بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

إِذْ رَأَى نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ[7]

جب کہ اس نے ایک آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ ذرا ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے، اور ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ[8]

---

[1] لسان العرب، ابن منظور افریقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1988ء، ج4، ص223

[2] موسوعۃ الاسرۃ، عبدالمحسن عبداللہ، الخرافی، اللجنۃ الاستشاریۃ العلیا، کویت، الطبعۃ الاولی، 2003ء، ص80

[3] سورۃ التحریم 66: 3

[4] القاموس المحیط، مجد الدین محمد بن یعقوب، الفیروز آبادی، مؤسسۃ الرسالہ، الطبعۃ الرابعہ، 1994ء، مادہ اسر

[5] سورۃ الدہر 76 : 28

[6] معجم لغۃ الفقہاء، دکتور محمد رواس قلعجی، دار النفائش، للطباعۃ و النشر التوزیع، شارع فردان، بنایۃ الصباح، بیروت، لبنان، طبع دوم، 1988ء ج1، ص299

[7] سورہ طہ 20 : 10

[8] سورۃ الاعراف 7 : 83

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

ہم نے لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو سوائے ان کی بیوی کے بچا لیا۔

خاندان کی اصطلاحی تعریف

خاندان کی اصلاحی تعریف "موسوۃ الفقہیہ الکوتیہ" میں یوں کی گئی ہے:

" اسرۃ الانسان: عشیرتہ و ربطہ الاذنون، ماخوذ من الاسر، وھو القوۃ ، سمعو بذلک لانہ یتقوی بھم ، والاسرۃ : عشیرۃ الرجل و اہل بیتہ" [9]

انسانی خاندان، اس کی آل اولاد اور باپ کی طرف سے قریبی رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے اور اسرہ اسر سے ماخوذ ہے اور اسر قوت کو کہا جاتا ہے اور اس کا یہ نام اس لئے پڑا کہ انسان اپنی ہی اولاد کے ذریعے قوت محسوس کرتا ہے اور آدمی کے اپنے گھر والوں کی گزر بسر کے انتظام کو اسرہ کہتے ہیں، علامہ شامی ابن عابدین نے خاندان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

اہلہ زوجتہ و قالا یعنی صاحبی ابا حنیفۃ کل من فی عیالہ نفقتی غیر ممالکیہ لقولہ تعالی(فنجناہ و اھلہ اجمعین) [10]

کسی شخص کا خاندان اس کی بیوی اور گھر کے افراد، امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں کسی شخص کی کفالت و حضانت میں سوائے غلاموں کے جتنے بھی افراد شامل ہیں وہ سب خاندان کہلاتے ہیں، اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو اور ان کے خاندان کو نجات دی۔

گورڈن مارشل نے خاندان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"An intimate domestic group made up of people related to one another by bonds of blood sexual mating or legal ties. It has been a very resilient social unit that has survived and adapted true through time." [11]

ایک قریبی گھریلو گروہ جو خونی رفاقت یا قانونی بندھن کی بنا پر ایک دوسرے سے مربوط ہونے کی اساس پر وجود میں آیا ہو، یہ ایک لچک دار سماجی اکائی رہا ہے جو زمانے کے مختلف ادوار میں ہم آہنگ ہو کر باقی رہا ہے۔

آکسفورڈ ایڈوانسڈ لرنرز ڈکشنری میں خاندان کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

"Family: Group of parents and children, All those who persons descended from commons ancestor, group of living things or of language with common characteristics and a common source." [12]

الموسوعۃ فقہیہ میں ہے:

والاسرۃ: عشیرہ الرجل و اہل بیتہ [13]

آدمی کے خاندان اور اس کے گھر والوں کو اسرہ کہتے ہیں۔

اسی طرح تاج العروس میں ہے بھی خاندان کی یہی تعریف کی گئی ہے:

الاسرۃ اقارب الرجل من قبل ابیہ [14]

---

[9] موسوعۃ الفقیہ الکویتیہ، وزارۃ الاوقاف والشوؤن الاسلامیہ، 1997ء، ج4، ص223

[10] الدر المختار شرح تنویر الابصار الحنفی مع حاشیۃ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الحنفی، دار الفکر، بیروت، طبع دوم، 1992ء، ج5 ج ص452، الشعراء:26

[11] عورت خاندان اور ہمارا معاشرہ، خالد رحمان وغیرہ، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈی، اسلام آباد، 2007ء، ص47

[12] Oxford advanced leaners Dictionary,pg.510

[13] الموسوعۃ الفقہیہ، ج4، ص223

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

آدمی کے اس کے باپ کی طرف سے رشتہ داروں کو اسرہ کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی رو سے مرد کو سربراہ خاندان کی حیثیت حاصل ہے، عربی میں اسے " عیال الرجل" کہا جاتا ہے:

و عیال الرجل و عیلہ الذین یتکفل بہم [15]

آدمی کے عیال سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی وہ کفالت کرتا ہے۔

و قیل قام بما یحاجون الیہ من قوت و کسوۃ و غیرھا [16]

اور بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھانے پینے اور لباس کے لئے اس کے محتاج ہوتے ہیں، لہذا خاندان سے مراد افراد ہیں جو باہم قرابت داری کے رشتہ سے منسلک ہوں، ایک دوسرے کے ساتھ شوہر اور بیوی، ماں اور باپ، بیٹے، بیٹی، بہن اور بھائی کے رشتوں سے باہم مربوط ہونے کی حیثیت سے عموماً ایک چھت تلے زندگی بسر کر رہا ہیں۔

خاندانی نظام کا پس منظر اور ارتقاء

خاندان کی تاریخ کتنی پرانی ہے جتنا کہ خود انسان کا وجود کیوں کہ انسان فطری طور پر معاشرت پسندی اور اجتماعیت کو چاہتا ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے:

ان الانسان مدنی او اجتماعی لطبعہ[17]

انسان ہمیشہ سے معاشرت اور اجتماعیت کا دلدادہ رہا ہے۔

انسان اجتماعیت اور معاشرت پسند اس لیے ہے کہ اللہ نے اس کے اندر ایسے مختلف عناصر کو اکٹھا کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ اکیلا رہ سکتا ہے نہ پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالی نے انسان میں محبت کا عنصر رکھا ہے اس کی وجہ سے انسان دوسرے انسانوں کے دکھ درد شریک ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں واضح الفاظ میں فرمایا:

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً [18]

ہم نے تمہارے درمیان ان کے درمیان محبت اور الفت پیدا کر دی۔

ایک دوسرے مقام پر پر دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونے اور تعاون کا حکم ان الفاظ میں فرمایا:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ [19]

اور نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو، جب کہ گناہ کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

آپ صلی اللہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

«كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ» [20]

---

[14] زبیدی، محمد بن عبد الرزاق، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الہدایۃ، 1423ء، ج10، ص 53

[15] ابن منظور افریقی، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، مطبوعہ نشر ادب الحوذہ، ایران، ج 11، ص 486

[16] ابن منظور افریقی، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، مطبوعہ نشر ادب الحوذہ، ایران، ج 11، ص 486

[17] عبد المحسن عبد اللہ، موسوعۃ الاسرۃ،، ج3، ص 33

[18] سورۃ الروم 30: 21

[19] سورۃ المائدہ 5: 2

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

کورڈ19 کے خاندانی زندگی پر اثرات کا جائزہ

کروناوائرس جیسے کورڈ...19 کا نام دیا گیا ہے، چین کے شہر ووہان سے اٹھنے والی اس وبا نے پورے کرہ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جو اس سے متاثر نہ ہوا ہو۔ اس انسانیت دشمن وبا نے جہاں کچی گلیوں میں رہنے والوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے وہیں محلات اور حکومتی ایوانوں میں رہنے والے بھی اس سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ اس وقت صحت کے اعتبار سے کرونامتاثرین کی تعداد 25 کروڑ سے زائد ہے اور اکاون لاکھ سے زیادہ لوگ زندگی کی بازی ہار چکے ہیں جو کل کیسز کا2 فیصد ہے ۔[21]
دنیا اس وبا کا مقابلہ کرنے کے لئے بالکل تیار نہ تھی، جس کی وجہ سے ہسپتال ضرورت سے زیادہ مریضوں سے بھر گئے۔ اس کو مزید پھیلنے سے روکنے کے لیے دنیا کے بیشتر ممالک نے لاک ڈاؤن کا فیصلہ کیا جس کے نتیجے میں فیکٹریاں اور کارخانے بند ہو گئے، معیشت کی ترقی کا پہیہ رک گیا اور کروڑوں لوگوں کا روزگار ختم ہو گیا، یہ وبا طبی بحران سے زیادہ معاشی بحران کا سبب بنیں اور تقریبا دنیا کے ہر ملک اور قوم کی معیشت کو جھٹکا دے چکی ہے۔ سکاٹش حکومت کے چیف ماہر معاشیات گیری گلیسپی (Gary Gillespie) کے بقول کروناوائرس ایک معاشی بحران بن چکی ہے۔[22]
جرمنی کا شمار اگرچہ دنیا کی چھٹی بڑی معیشت میں ہوتا ہے مگر اس کی ریاست کے وزیر معیشت تھامس شیفر (Thomas Schafer) کروناوبا سے متاثر معیشت کو سنبھالنے کے لیے دباؤ میں خودکشی کر چکے ہیں۔[23]
اس سے ترقی یافتہ ممالک کے اقتصادی بحران کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے، پاکستان جس کی معاشی حالت اس سے پہلے بھی کچھ بہتر نہ تھی، رہی سہی کسر اس مہلک وبا نے پوری کر دی ہے، اس ارضِ پاک میں ساڑھے پانچ کروڑ آبادی ایسی ہے جو غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے، ان میں زیادہ تر دیہاڑی دار طبقہ ہے۔[24]
کروناوائرس نے خاندانی نظام پر بہت سارے اثرات مرتب کیے ہیں جن میں سے چند منفی اور چند مثبت اثرات ہیں، پہلے منفی اثرات کو بیان کیا جائے گا۔

منفی اثرات

قرآن وحدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شریعت میں روزی کمانا اور بیوی بچوں کا نان نفقہ اٹھانا مرد کی ذمہ داری تھیں اسی وجہ سے مردوں کو قوام قرار دیا گیا ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ[25]

---

[20] محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، المحقق: محمد زھیر بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الاولی، 1422ھ۔ کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، حدیث نمبر 893، ج2، ص5

[21] http://www.covidvisualizer.com/ Accessed Nov 22, 2021.

[22] Hattp://www.bbc.com/news/uk-scotland-52367295 Accessed July 19, 2020.

[23] Hattp://www.insideover.com/economy/germen-state-financial-minister-found-dead-in-apparent-suicide.html Accessed 19 July 2020

[24] http://urdu.pamirtimes.net/2020/05/22/asd-2208 Accessed 19 July 2020

[25] سورۃ النساء4: 34

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol. 5 No.4 2021

اور اسی طرح دوسری جگہ قرآن کریم میں حکم دیا گیا کہ ہر انسان جدوجہد کر کے ان وسائل تک رسائی حاصل کرے، پھر ان سے اپنی ضروریات زندگی اور جائزہ خواہشات پوری کرے، ارشادِ ربانی ہے:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ [26]

ادائیگی نمازِ جمعہ کے بعد زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو، مزید دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ [27]

اللہ کے سوا جن کو تم پوجتے ہو وہ تمہارے رزق کے مالک نہیں، اس لئے اللہ سے ہی اس کے حکم کے مطابق رزق تلاش کرو۔

وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ [28]

اور کتنے دوسرے لوگ بھی قابل تعریف ہیں جو اللہ کے فضل یعنی رزق تلاش کرنے کے لئے زمین میں سفر کرتے ہیں۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے رزقِ حلال کمانے کا درس دیا ہے اور محنت سے کمائے ہوئے رزق کو پسند فرمایا ہے، آپ ﷺ ایک موقع پر فرماتے ہیں:

طلب کسب الحلال فریضة بعذ الفریضة [29]

فرض عبادت کے بعد طلب حلال رزق اہم فریضہ ہے۔ ایک روایت میں ہے:

وابتغ علی نفسک و عیالک حلالا، فان ذلک جهاد فی سبیل الله [30]

اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے لئے حلال رزق تلاش کرو یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

ایک اور روایت ہے کہ ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یده و ان نبی الله داد علیه السلام کان یاکل من عمل یده [31]

اللہ کریم چاہتے ہیں کہ اللہ کے بندے اول فریضہ، عبادت کو ادا کرنے کے بعد رزقِ حلال کے حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کریں۔

اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کاد الفقر ان یکون کفرا [32]

بھوک اور بدحالی انسان کو کفر کے قریب پہنچا دیتی ہے۔

آپ ﷺ بھوک اور بدحالی کو مصیبت سمجھتے تھے اور اس سے بچنے کے لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ کی ان دعاؤں سے ظاہر ہوتا ہے:

اللهم انی اعوذ بک من الکفر و الفقر [33]

---

[26] سورۃ الجمعہ 62 : 10

[27] سورۃ العنکبوت 29 : 17

[28] سورۃ المزمل 73: 20

[29] البیہقی، السنن الکبری، بیروت، مؤسسہ الرسالہ، ج6، ص128، شعب الایمان، دار النشر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1410ھ، الطبعہ الاولی، ج18، ص251

[30] الطبرانی، المعجم الکبیر، باب صفوان بن امیہ، مکتبہ الزہراء، الموصل، 1983ء، الطبعہ الثانیہ، ج7، ص47

[31] محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبعہ اولی، 2004ء، ج7، ص235

[32] محمد بن عبد اللہ الخطیب البغدادی، مشکوۃ المصابیح، المکتب الاسلامی، بیروت، 1985ء، الطبعۃ الثالثۃ، ج3، ص95

[33] احمد بن شعیب النسائی، سنن نسائی، کتاب الاستعاذہ، باب الاستعاذہ من شر الکفر، دار الکتب خانہ، بیروت، ج2، ص316

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

یااللہ! میں کفر اور بھوک اور بدحالی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اور ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں:

اللھم اعوذ بک من الفقر و القلۃ و الذلۃ [34]

یااللہ! میں بھوک اور بدحالی، قلت یعنی مال کی کمی اور ذلت سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

لیکن کرونا کے دور میں جب لاک ڈاؤن لگایا گیا تو لوگوں کے لئے روزی کمانا مشکل ہو گیا تو شریعت کے اس حکم پر عمل کرنا مشکل ہو گیا، جس کی وجہ سے مختلف مسائل نے جنم لیا، کیونکہ معاشی بدحالی کی وجہ سے انسان کے عقیدہ، ایمان، اخلاق اور کردار، فکر اور فہم پر منفی اثرات ظاہر ہوتے ہیں ۔ امام محمد بن حسن شیبانی کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کی خادمہ نے ایک علمی نشست میں انہیں مطلع کیا کہ گھر میں آٹا وغیرہ ختم ہو گیا ہے، تو آپؒ نے فرمایا: اللہ تمہیں ہلاکت میں ڈال دے، تم نے مجھ سے چالیس فقہی مسائل بھلا دیئے۔ [35]

چوری اور دھوکے کا عام ہو جانا

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا یدخل الجنۃ جسد غذی بحرام [36]

وہ جسم جنت میں داخل نہ ہو گا جس کی غذا حرام سے ہے۔

جس جسم کی پرورش حرام رزق سے کی گئی ہو وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا کیونکہ رزقِ حرام سے جو گوشت اور خون بنتا ہے وہ بھی حرام ہی ہوتا ہے اور حرام رزق کھانے کی وجہ سے انسان میں بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں جیسا کہ والدین اور بزرگوں کی نافرمانی، چوری، حسد، نفرت، ایمانی کمزوری اور جھوٹ وغیرہ بیماریاں جنم لیتی ہیں، کرونا کی وجہ سے جب لوگوں کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہ تھا تو انہیں نے کھانے کے لئے حلال و حرام کے امتیاز کو بھلا دیا تو چوری عام ہو گئی اور شریعت میں ناپسندیدہ طریقوں کو اختیار کیا گیا ، جن کی وجہ سے مال کی حلت خطرے میں پڑ گئی۔ حالانکہ اسلام نے طیبات اور پاک رزق کو حلال اور جائز قرار دیا ہے، حلال کھانے سے نیکی کی توفیق ہوتی ہے اور گناہ اور معصیت کے امور سے نفرت پیدا ہوتی ہے، انسان اچھے کردار اور رویوں کو اپناتا ہے اور ان کا عادی بن جاتا ہے اور ہر وقت معصیت سے اجتناب کرنے کی سعی کرتا ہے۔ انسانی اعمال خواہ عبادات ہو یا معاملات ہو ان سب کی قبولیت رزقِ حلال سے مشروط ہے اور حرام خودی سے دور رہنا تقویٰ اور سعادت کا پیش خیمہ ہے، اس سے معاشرہ انفرادی اور اجتماعی طور پر سکون و اطمینان اور خوشحالی کی مرکز بن جاتا ہے۔ کرونا کی وبا کی وجہ سے جب معاشی بحران آیا اور حرمت کی آمیزش ہوئی تو نورِ ایمان کی کمی آئی، جس کی وجہ سے قلبی اور نفسیاتی سکون ختم ہو گیا اور معاشرے کا استحکام روبہ زوال ہو گیا۔

اسلام نے خاندانی نظام میں کفالت کا ذمہ دار مرد کو قرار دیا ہے تاکہ عورت معاشی مسائل سے آزاد ہو کر نسلوں کی پرورش و تربیت کا کام بخوبی سرانجام دے، حضرت لیکن عصر حاضر میں، خصوصاً کرونا کی وبا کے دوران ہمارے معاشرے کے مردوں میں یہ رجحان فروغ پا رہا ہے کہ نفقہ خوش دلی اور ذمہ داری کے طور پر ادا نہیں کرتے بلکہ یہ دیتے ہوئے احسان اور بوجھ کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اگر کچھ مرد دیتے ہیں تو حیثیت کے مطابق خرچ دینے میں تنگی سے کام لیتے ہیں، بالخصوص کروناوائرس کے دور میں جب مردوں کی آمدنی میں کمی واقع ہوئی ہے خاص طور پر وہ لوگ کہ جو ہر روز روز کی بنیاد پر کمائی کرتے ہیں یعنی دیہاڑی پر کام کرتے ہیں ان پر کروناوائرس اور اس کی پابندیوں نے بہت شدید اثرات ڈالے ہیں۔ جس کی وجہ سے خاندان اور نوجوان کے درمیان لڑائی جھگڑے اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

---

[34] سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، باب فی الاستعاذہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2005ء، ج1، ص216

[35] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاستقراض واداء الدیون العجز التفلیس، باب الصلوۃ علی من ترک دینا، حدیث نمبر 2268

[36] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج2، ص87، 88

کروناوائرس کورڈ...19 کے دوران ذہنی دباؤ اور سماجی طور پر فاصلے کا مقابلہ کرنا، بیماری کا پھیلنا ذہنی دباؤ کا باعث بنا ہے، خاص طور پر ایسا جس میں ہم سب کو زیادہ سے زیادہ گھر میں رہنے اور دوسروں کے ساتھ تمام غیر ضروری سماجی یعنی جسمانی میل جول سے بچنے کی ضرورت ہے، سماجی دوری اور الگ تھلگ ہونے سے آپ کی خاندانی زندگی، آپ کے کام کرنے کا طریقہ اور دوسروں کے ساتھ میل جول کا طریقہ متاثر ہوا ہے، یہ سب چیزیں صورت حال میں تناؤ کا سبب بنیں ہیں، جذباتی، غمزدہ، بے چین یا خوف محسوس کرنا، یا تکلیف کی دوسری علامات کا سامنا کرنا، جیسے سونے میں مسئلہ، فطری ہے۔

ذہنی دباؤ آپ کے سوچنے، محسوس کرنے اور کام کرنے کے انداز کو متاثر کر سکتا ہے، زیادہ تر اثرات پریشان کن واقعات معمول کے رد عمل ہوتے ہیں اور عام طور پر وہ قلیل المدت ہوتے ہیں۔ آپ مندرجہ ذیل کچھ اثرات اور علامات محسوس کر سکتے ہیں:

جسمانی اثرات: تھکاوٹ، تھکن، سر درد، دل کی تیز دھڑکن یا پہلے سے موجود طبی مسائل کا بڑھ جانا۔

جذباتی اثرات: اداسی، اضطراب، غصہ، اشتعال انگیزی یا چڑچڑے پن کے احساسات۔

ذہنی اثرات: الجھن، بھول جانا یا توجہ دینے یا فیصلے کرنے میں دشواری۔

رویہ پر اثرات: بے چینی، استدلال یا مشتعل مزاجی یا کھانے اور نیند کے معمول میں بدلاؤ جیسے غیر امتیازی رویہ کا سامنا۔

کروناوائرس کے دنوں میں فون یا کمپیوٹر پر زیادہ وقت گزارنے یا خبریں دیکھنے یا سننے سے آپ کی پریشانی اور خوف میں اضافہ ہوا ہے۔

قرابت داروں کی کفالت میں تفریط

خاندانی نظام کے اہم امور میں سے ایک امر قرابت داروں کی کفالت کرنا ہے، جس کی شاہد آپ ﷺ کی زندگی ہے کہ آپ ﷺ زندگی بھر قرابتداروں کی خیر خواہی کرتے رہے، تنگ دست رشتہ داروں کی مالی امداد فرماتے رہے، ان کے ہر دکھ درد میں شریک رہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کثیر العیال ہونے کے ساتھ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح معاشی طور پر آسودہ حال نہ تھے، مکہ میں جب قحط پڑا تو ان کی مالی حالت اور ابتر ہو گئی، سرکار دوعالم سے اپنے چچا کی تنگ حالی دیکھی نہ گئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت عباس کے پاس آئے اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمیں مل کر جناب ابو طالب کا بوجھ بانٹ لینا چاہیے، ایک بیٹے کی پرورش و پرداخت کی ذمہ داری میں لے لیتا ہوں اور ایک کا بار کفالت آپ اٹھالیں، اس طرح کچھ بوجھ ان کی گردن سے اتر جائے گا، چنانچہ آپ ﷺ اور حضرت عباسؓ دونوں ابو طالب کے پاس آئے اور اپنے آنے کی غرض بیان کی، جناب ابو طالب کے چار بیٹے تھے: طالب، عقیل، جعفر اور علی انہوں نے کہا، طالب اور عقیل کو تو میرے پاس رہنے دے، باقی دو کے بارے میں آپ لوگ جو مناسب سمجھیں کر لیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ جو سب سے کم عمر تھے اور جعفر سے دس سال چھوٹے تھے، کی پرورش کی ذمہ داری لی اور ابو طالب کو جعفر کی کفالت سے حضرت عباسؓ نے بری الذمہ کر دیا۔ [37]

لیکن جب ہم صورتحال دیکھتے ہیں کہ کروناوائرس میں جب ہر کسی کو کو مالی بحران کا سامنا کرنا پڑا تو بہت سارے لوگوں نے اپنے قرابت داروں کی جو پہلے مدد کیا کرتے تھے، ان کی مدد کرنا چھوڑ دیں، جس کی وجہ سے انہیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی لگا سکتے ہیں، پیارے محبوب نے فرمایا:

كاد الفقر ان يكون كفرا [38]

قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچا دے۔

یعنی وہ لوگ جو سفید پوش تھے جو غیرت کی وجہ سے کسی کے سامنے نے دست راز نہیں کیا کرتے تھے، لیکن کرونا کی وجہ سے خاندانی نظام اتنا زیادہ متاثر ہوا کہ دوسروں کے سامنے دست درازی کرنے پر مجبور ہو گئے، جس کی وجہ سے خاندانی نظام روبہ زوال ہوا اور مالی طور پر خاندانی نظام کو ایک بہت بڑے دھچکے کا سامنا کرنا پڑا۔

---

[37] ابو محمد عبد الملک ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، مصر: مطبع مصطفی البانی الحلبی، 1955ء، ج1، ص246

[38] محمد بن عبد اللہ الخطیب البغدادی، مشکوۃ المصابیح، المکتب الاسلامی، بیروت، 1985ء، الطبعۃ الثالثہ، ج3، ص95

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

آج کرونا کی وبا کے نتیجے میں غربت وافلاس میں ہونے والے اضافے کو روکنے اور کم کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے ان عملی اقدامات سے روشنی حاصل کرنا ہوگی، جو آپ صلی اللہ وسلم نے سماج کے کمزور طبقے کی فلاح وبہبود کے لیے کیے، اس وبا نے صحت پر اتنا حملہ نہیں کیا جتنا دنیا کی اقتصادیات پر کیا ہے۔ اس نے پوری دنیا کی معیشت کو ہلا کر رکھ دیا ہے، پاکستان میں بے روزگاری میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے بالخصوص مزدور اور دیہاڑی دار طبقہ جن کی روزانہ کی کمائی سے چولہا جلتا تھا، آج وہاں فاقوں نے ڈیرے ڈال لیے ہیں اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے کفالت نبوی کے عملی مظاہر کی روشنی میں ہے ہے اہل ثروت کو انفرادی سطح پر مختلف اقدامات کرنے چاہئیں۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق پاکستان میں اس وبا نے بارہ لاکھ سے زائد افراد کو متاثر کیا،22 سے 25 ہزار افراد میں اب بھی وائرس موجود ہے۔[39]

ان میں بڑی تعداد معاشرے کے متوسط اور کمزور طبقہ کی ہے جو ہسپتالوں کے خرچہ اٹھانے اور بہتر علاج معالجے کی سکت نہیں رکھتا، ایسے افراد کی ادویات کے لئے، اسپتالوں کے خرچ اور بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی میں دل کھول کر تعاون کرنا چاہیے۔

اس وائرس نے پاکستان میں اب تک 28 ہزار افراد کو ابدی نیند سلا دیا، وفات پانے والوں میں یقیناً ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کے گھروں میں نوبت فاقوں تک پہنچ چکی ہے اور بیوہ کے ساتھ ان میں یتیم بچے بھی ہیں۔ جنت میں رسول اللہ صلی وسلم کے قرب کے حصول کے لیے ایسے خاندانوں کی مالی امداد، کھانے پینے کی اشیاء کی فراہمی کرنی چاہیے۔

سادگی کو فروغ دینا چاہیے، بالخصوص اس وبا کے دنوں میں سادگی کو فروغ دے کر اس سے ہونے والی بچت کو غریبوں محتاجوں اور ناداروں کی فلاح وبہبود پر خرچ کریں۔

کرونا کے نتیجے میں متاثر ہونے والے لوگوں میں سب سے زیادہ مزدور طبقے کو متاثر کیا، یومیہ اجرت پر کام کرنے والوں کا المیہ یہی ہے کہ کام کریں گے تو اس دن ان کے گھر کا چولہا جلے گا، لاک ڈاؤن اور اپنے یومیہ اجرت پر کام کرنے والوں کے گھروں میں فاقوں نے ڈیرے ڈال لیے ہیں، ان کی حالت اصحاب صفہ کے مفلوق الحال لوگوں سے مختلف نہیں ہیں لہذا رسول اللہ صلی وسلم کے اسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی میں تعاون کریں ۔

بلاشبہ اس وبا نے ہر قسم کے کاروبار کو متاثر کیا، کارخانے بند ہوگئے، ترقی کا پہیا رینگ رہا ہے مگر اس ساری صورتحال کے باوجود کارخانوں کے مالکان کو چاہیے اپنے ملازمین کو ملازمت سے برخواست نہ کریں، یہ مشکل بھی گزر جائے گی۔

اسلامی سماج میں مساجد کو ہمیشہ اہمیت حاصل رہی ہے، رسول اللہ سلم نے مسجد نبوی کے ساتھ معاشرے کے ناداروں اور بے گھر افراد کے لیے چبوترا تعمیر کروایا تھا۔ آج بڑے بڑے شہروں میں مزدور طبقہ پلوں کے نیچے، پارکوں، فٹ پاتھوں اور کھلے آسمان تلے سونے پر مجبور ہیں، کرونا کے معاشی اثرات کو کم کرنے کے لیے وقتی طور پر صحیح ایسے افراد پر مسجدوں کے دروازے کھول دینے چاہئیں تاکہ وہاں قیام کر سکیں اور اہل محلہ کو ان کی شکم سیری کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے کی ضرورت ہے ہے۔

مالی امداد سے پہلے اپنے عزیز واقارب میں مستحق افراد کو تلاش کریں غریب پروری کا ثواب ملے گا اور صلہ رحمی کا اجر بھی ملے گا۔

شرح طلاق میں اضافہ

علاوہ ازیں عالمی وبا کورونا وائرس نے جہاں بین الاقوامی معیشت کا پہیہ جام اور لاکھوں لوگوں کو اپنا نوالہ بنایا وہیں برطانیہ میں لاک ڈاؤن کے دوران طلاق کی شرح میں 23 فیصد تک اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے جو اب تک کی سب سے زیادہ شرح ہے 19 ویں صدی کے وسط میں پہلی بار طلاق کی شرح ریکارڈ کی گئی تھی۔ عوامی وسماجی حلقوں نے لاک ڈاؤن میں طلاق کی شرح میں حیرت انگیز اضافے پر تشویش کا اظہار کیا ہے

چرچ آف انگلینڈ کے جنرل سینوڈ ممبر آندریا مینیچیو لیولیمز نے کہا ہے کہ ہمارے معاشرتی ڈھانچے میں شادی زندگی بھر کیلئے ایک خوبصورت ساتھ کا نام ہے مگر مرد اور عورت کے درمیان اس پختہ رشتے کے معنی کو کچل کر رکھ دیا گیا ہے۔ وزارت انصاف کے اعداد وشمار کے مطابق مارچ کے آخر تک انگلینڈ اور ویلز کی عدالتوں میں 1 لاکھ 12 ہزار 284 طلاق کے کیسوں کو حتمی شکل دی گئی اس کے مقابلے میں سال 2019 میں مارچ کے دوران یہ تعداد 91 ہزار 609 تھی 2018 میں طلاق کی شرح 1971 کے بعد سب سے کم تھی آخری بار قانونی اصلاحات نے طلاق کے عمل کو آسان بنا دیا جس سے طلاق کی شرح میں بتدریج اضافہ ریکارڈ کیا جا رہا ہے برطانیہ میں نئی طلاق اصلاحات ان

[39] https://covid.gov.pk/stats/pakistan Nov 22,2021.

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

ناقدین کے موقف کی سختی سے مخالفت کرتی ہیں جن کا کہنا ہے کہ وہ مزید شادیوں کو ختم کرنے کا باعث بنے گی نئی اصلاحات میں شوہر یا بیوی کو اپنی ساتھی کی طلاق کیلئے دی گئی درخواست کو چیلنج کرنے کے اختیارات دینے پر غور کیا جارہا ہے۔ وزارت انصاف کے ترجمان کے مطابق 2019.20 میں طلاق کے کیسوں کی حتمی شکل اوسط شرح سے صرف تین فیصد زائد تھی طلاقوں کی ڈیجیٹل ہینڈلنگ میں بہتری آرہی ہے یہ امر قابل ذکر ہے کہ عالمی وباء کورونا وائرس اور لاک ڈاؤن نے برطانوی معیشت کو جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے بیروزگاری کی شرح میں خوفناک اضافہ کے بعد گھریلو تشدد' اور لڑائی جھگڑوں میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے گھریلو جھگڑوں اور تشدد کے واقعات نے طلاق کی شرح میں اضافے کو جنم دیا ہے۔[40]

خلع کی شرح میں اضافہ

سال 2020 میں دہائیوں میں مشکل ترین سال ثابت ہوا ہے، کورونا وائرس کی عالمی وبا کی وجہ سے دنیا بھر کے لوگ معاشی بحران کے ساتھ ساتھ سماجی رویوں کی صورت میں بھی بڑے پیمانے پر متاثر ہوئے ہیں۔ عالمی وبا کے دوران ملک گیر لاک ڈاؤن سے ہزاروں لوگ بالخصوص ان پڑھ کم آمدن والے افراد متاثر ہوئے جس سے بیروزگری کی شرح میں اضافہ ہوا۔

تاہم عالمی وبا کی وجہ سے لوگوں کو گھروں میں رہنے اور اہلخانہ کے ساتھ وقت گزارنے کا غیر معمولی موقع ملا کیونکہ معاشرے میں کورونا وائرس کے پھیلاؤ کا خوف پھیل گیا تھا۔ اس سے بھی گھریلو مسائل میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔

خاندانوں کے مردوں کی نوکری ختم ہوئی اور انہوں نے 24 گھنٹے گھر پر گزارنا شروع کیے تو ظاہر ہے اس سے لڑائیاں ہوئی کیونکہ وہ گزارا نہیں کرپا رہے تھے۔ لاک ڈاؤن نے لوگوں کو سماجی فاصلہ اپنانے پر بھی مجبور کیا جس کا مطلب ہے کہ خاندانوں نے اکثر وقت گھروں پر گزارا۔ مردوں کے گھر پر رہنے سے گھریلو تشدد کے واقعات میں کردار ادا کیا جس کی وجہ سے خواتین نے خلع کے لیے رجوع کیا۔[41]

مثبت اثرات

اس مرض نے جہاں ہم انسانوں کو ہر طرف سے اور ہر لحاظ سے ڈرایا 'وہیں اگر ہم اس کے کچھ مثبت پہلو دیکھیں تو زندگی میں کچھ نئی جہتیں اور بالخصوص ہمارے معاشرے کو بہت کچھ نیا ملا ہے اور معاشرے کی مجموعی ترقی کو نئی راہیں میسر آئیں گی۔

اس وبا کے دوران چین کے حالات نے ہسپتالوں میں وینٹی لیٹر کی اہمیت کو جس طرح اجاگر کیا اور عالمی مارکیٹ میں اس کی کمی نے ہمارے مقامی تحقیق دانوں اور ہنرمندوں کو اپنے طور پہ اسے کم خرچ اور کم وقت میں تیار کرنے پہ جس طریقے سے کام کیا وہ ثابت کرتا ہے کہ ہماری یونیورسٹیز محض بیروزگار ہی پیدا نہیں کرتیں اگر ان کو مناسب سہولتیں دے کر دانشمندی سے استعمال کریں تو ہم مقامی طور پر ہی بہت سی چیزوں میں خود کفیل ہو کر ملک کو معاشی فائدہ بھی پہنچا سکتے ہیں۔

لاک ڈاؤن کی صورتحال نے ہمیں ایک موقع فراہم کیا کہ ہمارے معاشرے کی خاندان جیسی بنیادی اکائی جدید ٹیکنالوجی کے باعث جس افراتفری اور بے ہنگم پن کا شکار ہو گئی تھی اُسے پھر سے بیٹھ کر درست کر لیا جائے اور جہاں جہاں کوئی میم میخ درست کرنے کی ضرورت تھی وہ نپٹالی جائے تاکہ آئندہ نسل بھی خاندانی نظام سے اسی طرح مستفید ہو سکے جیسے کے پہلے والے اس سے فائدہ اُٹھا چکے ہیں۔

ہمارے علما اور دانشور ہمیں سادگی کا درس دیتے رہے جو ہمارے کانوں پہ جوں تک نہ رنگوا سکا لیکن اس وبا نے ہماری ساری کی ساری تقریبات کو سادگی کا ایسا سبق سکھا دیا کہ یہ تقریبات مدتوں نہ صرف یاد رہیں گی بلکہ ان کی ضرب المثال بھی جلد ہی بن جائیں گی۔ اس موقعے سے یہ ثابت ہو گیا کہ اگر ہم نیک نیتی اور صدق دل سے چاہیں تو یہ تقریبات سادگی سے بھی ہو سکتی ہیں۔ کوئی کسی کی ناک نہیں کٹتی 'زندگی پہلے ہی کی طرح چلتی رہتی ہے۔

---

[40] https://jang.com.pk/news/802669

[41] https://www.dawnnews.tv/news/1150872

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

اس وبا سے صفائی اور پاکیزگی کا جو درس پورے عالم کو ملا ہے اس سے بھی یقیناً آنے والوں دنوں میں ہمیں اپنے آس پاس صفائی رکھنے اور حفظانِ صحت کے اصولوں پہ عمل کرنے میں آسانی رہے گی اور صفائی کو نہ صرف گھروں بلکہ دفاتر' بازار' پارک اور ایسی دیگر جگہوں پر بھی فوقیت دی جائے گی۔

لازم درسی تعلیم کے ساتھ اگر ہم اپنی نوجوان نسل کو ہنر مند بھی بنادیں تو یہ خاندانی زندگی اور حالات کے لئے بہت زیادہ کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حکومت کو آن لائن ڈیٹا بھی مرتب کر لینا چاہیے جس سے ہم بروقت معلومات لیں سکیں کہ لاک ڈاون کے حالات میں کس طرح اور کس قسم کے لوگوں کو باہر نکلنے کی اجازت دی جائے کہ معیشت کا پہیہ نہ رُکے اور دیہاڑی داروں اور غریبوں تک کیسے راشن پہنچایا جاسکے۔

ان مثبت اثرات میں ایک اہم اثر تکبر کا خاتمہ ہوا ہے، حالانکہ اسلام میں تکبر سے سختی سے منع کیا گیا ہے، سب سے پہلے شیطان نے تکبر کیا:

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ [42]

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا۔

غرور گناہ کی طرف مائل کرتا ہے اور تقوی سے دور کر دیتے ہیں اور انجام جہنم کی صورت میں ہوتا ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ [43]

اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے خوف کر تو غرور اس کو گناہ میں پھنسا دیتا ہے سو ایسے کو جہنم سزاوار ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

اللہ تعالیٰ متکبر آدمی کو پسند نہیں کرتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا [44]

بیشک خدا (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "قیامت کے دن متکبرین کو انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند اٹھایا جائے گا، ہر جانب سے ان پر ذلت طاری ہو گی، انہیں جہنم کے بُولَس نامی قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا اور بہت بڑی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے کر ان پر غالب آجائے گی، انہیں طِيْنَۃُ الْخَبَّال یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔"[45]

ایک اور حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "اپنے فوت شدہ آباؤاجداد پر فخر کرنے والی قوموں کو باز آجانا چاہیے کیونکہ وہی جہنم کا کوئلہ ہیں، یا وہ قومیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک گندگی کے ان کیڑوں سے بھی حقیر ہو جائیں گی جو اپنی ناک سے گندگی کو کریدتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا تکبر اور ان کا اپنے آباء پر فخر کرنا ختم فرمادیا ہے، اب آدمی متقی و مؤمن ہو گا یا بدبخت و بدکار، سب لوگ حضرت آدم (عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام) کی اولاد ہیں اور حضرت آدم (عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام) کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔"[46]

---

[42] سورۃ البقرۃ 2: 34

[43] سورۃ البقرۃ 2: 206

[44] سورۃ النساء 4: 36

[45] ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، ج 4، ص 221، حدیث: 2500

[46] ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل الشام والیمن، ج 5، ص 497، حدیث: 3981

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

متکبرین انکار حقیقت کے ساتھ ساتھ اپنی بڑائی کے خیال سے شیخیاں بگھارنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کی تحقیر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں اور جو نعمت انہیں حاصل ہوتی ہے اُسے اللہ کا فضل سمجھنے اور اس کا شکر گزار ہونے کی بجائے اسے اپنا خاندانی حق اور اپنی ذاتی قابلیت کا ثمرہ خیال کرتے ہوئے اس پر اتراتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خلقِ خدا ان کے پاؤں پر لوٹے اور ان کی محتاج اور دست نگر ہو اور یہ ان کی مجبوریوں سے فائدہ اُٹھائیں یہی لوگ اپنی خواہشات کے غلام ہیں۔

بلاشبہ زندگی کی سب سے بڑی حقیقت موت ہے۔ جب موت زندگی کے دروازے پہ دستک دینے لگتی ہے تو انسان پر زندگی کا اصلی راز کھلتا ہے اور وہ راز ہے زندگی کا فانی ہونا، زندگی کی ناپائیداری جسے صوفیا فریب نظر کہتے ہیں۔ انسان کی بہت سی خوبیوں اور فطری اوصاف میں یہ صفت بھی شامل ہے کہ وہ زندگی کے نشے میں مست ہو کر یہ بھول جاتا ہے کہ آخر ایک دن اس نے دنیا سے بھی رخصت ہونا ہے اور رخصتی کے بعد زندگی کے ہر لمحے کا حساب دینا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ موت کبھی نہ مانگو لیکن موت کو یاد کرتے رہو۔ زندگی اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت ہے۔ نعمت سے فرار یا نعمت کے خاتمے کی آرزو کرنا نہ صرف منشائے الٰہی سے بغاوت یا انکار کے مترادف ہے بلکہ ناشکری کا اعلیٰ ترین "مقام" ہے۔ البتہ اگر انسان موت کو یاد کرتا رہے تو یہ یاد اسے بہت سے گناہوں سے باز رکھتی اور غلط راستوں پہ چلنے سے روکتی ہے۔

اسی صورتحال کو دلوں پہ تالے اور مہریں لگنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جب قومیں اپنی قوت کے زعم پر کمزور قوموں اور انسانوں پر ظلم ڈھانے لگتی ہیں اور طاقتور سپر پاورز کے حکمران اپنے آپ کو دنیاوی خدا سمجھنے لگتے ہیں تو پھر ان کو ایک جھٹکا دے کر ان کی اصلی حیثیت اور حقیقی مقام دکھانا ضروری ہو جاتا ہے۔ جھٹکا کورونا کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے، زلزلوں، قحط، سیلابوں وغیرہ کی شکل میں بھی ہمیں جھنجھوڑ سکتا ہے۔ اب اچانک کورونا کا عذاب اُترا ہے تو یہ عذاب دنیاوی طاقتوروں سے پوچھتا ہے کہاں ہے تمہارا وہ ایٹم بم جو قوموں اور ملکوں کو صفحہ ہستی سے مٹا سکتا ہے، کہاں ہیں تمہارے وہ کیمیائی ہتھیار جو دنوں میں انسانوں کو نگل سکتے ہیں، کہاں ہیں وہ تمہارے سونے اور کرنسیوں کے انبار اور خزانے جن کے زور پر تم دوسری قوموں کو غلامی کی زنجیریں پہناتے ہو۔

اس ایٹم بم کا کیا فائدہ جو تمہارے دشمن ملکوں کو تو راکھ میں بدل سکتا ہے لیکن کورونا جیسے جان لیوا دشمن کا خاتمہ نہیں کر سکتا۔ آج تمہارا دشمن تمہیں موت کے گھاٹ نہیں اتار رہا بلکہ ایک نظر نہ آنے والا دشمن تمہارے گھروں، محلات، جھونپڑیوں، اقتدار کے مراکز اور سیکورٹی میں گھرے ہوئے اہم ترین لوگوں تک کو نشانہ بنا رہا ہے۔

تمہاری بے بسی دیدنی اور قابلِ رحم ہے۔ اسے ایٹم بم سے کیوں نہیں مارتے پھر اس ایٹم بم کا کیا فائدہ جو تمہیں تمہارے خطرناک ترین دشمن سے محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ تکبر نے انسان کی عاجزی اور انکساری کا اظہار کیا اور اسے اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ اب تو اپنے باطن میں جھانکو اور سوچو کہ تم کیا ہو؟ تمہاری حیثیت کیا ہے، تمہارا تکبر، دولت اور فرعونیت محض پانی کے بلبلے ہیں، یہ فریب اور دھوکہ ہیں جنہوں نے تمہاری آنکھوں، دلوں اور ذہنوں پر پردے ڈال رکھے ہیں۔

تمہاری اصل حیثیت یہی ہے کہ کورونا کے ایک جرثومے نے تمہیں قدموں پر جھکا دیا ہے اور تمہیں موت کے خوف میں مبتلا کر دیا ہے۔ یہ بے بسی؟ تم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ یہ بات تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ تمہاری سائنسی ترقی، تمہارا ستاروں پر کمندیں ڈالنا، تمہارا ڈی این اے کے ذریعے انسانی جنس بدلنا، انسان کو قیامت تک زندہ رکھنے کے منصوبے بنانا اور لڑکی، لڑکے کی پیدائش پر کنٹرول حاصل کر کے اپنے آپ کو قدرت پر فتح حاصل کرنے کے دعوے اس قدر کھوکھلے ہیں کہ تمہاری سائنسی ترقی کورونا جیسے وائرس کے سامنے بے بس نظر آئے گی۔ یقیناً تم اس زعم میں مبتلا ہو کہ کورونا کے خاتمے کیلئے ویکسین بنا لوگے جس طرح تم نے ٹی بی، ٹائیفائیڈ، انفلوائنزا وغیرہ پر قابو پانے کیلئے بنائیں لیکن یاد رکھو جب کورونا کو فتح کر لوگے تو کوئی نئی قسم کا کورونا اُتر آئے گا جو تمہیں جھٹکا دے کر تمہاری اصل حیثیت یاد دلاتا رہے گا۔

خلاصہ کلام

حاصل کلام یہ ہے کہ کرونا کے خاندانی زندگی پر کرونا کے کچھ مثبت اور اور کچھ منفی اثرات ہیں، کرونا وائرس کی وجہ سے یہاں تک بہت سے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا تو وہیں پر یہ مثبت اثر بھی ہوا کہ ہمارے اندر عاجزی اور انکساری میں اضافہ ہوا ہے اور تکبر میں کمی ہوئی ہے، کیونکہ اس سے انسان کو اپنی کمزوری کا احساس ہوا ہے۔ دوسروں کے غم کی وجہ سے ہمدردی اور جذبہ خیر خواہی میں اضافہ ہوا ہے، دوسروں کے دکھ درد کی وجہ ہمارے اندر میں وہ احساسات پیدا ہوئے ہیں، آپس میں دکھ درد تقسیم کرنے کی وجہ سے خاندانی نظام پر مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ والدین کو اولاد کی تربیت کا زیادہ موقع ملا ہے۔